سوال

(113) قبروں پر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا کیسا ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

قبروں پر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا کیسا ہے؟ (ابو عبداللہ نذیر احمد جونیجو، سندھ) (۷ مئی ۱۹۹۹ء)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

قبرستان میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا جائز ہے۔ چنانچہ ''مسند احمد'' وغیرہ میں حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ رات کے وقت بقیع میں تشریف لے گئے۔ وہاں جا کر کھڑے ہوگئے۔ پھر آپ نے ہاتھ اٹھائے (اور دعا کی) پھر واپس چلے آئے۔ نیز ''صحیح مسلم'' اور ''مسند احمد'' میں حضرت عائشہ سے ایک دوسرے قصہ میں مروی ہے کہ آپ ﷺ اہل بقیع کے پاس تشریف لے گئے۔ اور وہاں تین مرتبہ ہاتھ اٹھا کر دعا کی لیکن داعی بوقت دعا، قبروں کی طرف متوجہ نہ ہو بلکہ قبلہ رو کھڑے ہو کر دعا کرے۔ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبر کی طرف متوجہ ہو کر نماز سے منع فرمایا ہے۔ اور دعا ہی نماز کا لب لباب ہے۔ لہٰذا دعا بھی قبلہ رُخ ہو کر ہی کی جائے۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ دعا ہے کہ دعا کے کرنے والے کے لیے اس جانب متوجہ ہونا مستحب ہے جس جانب کہ وہ نماز میں متوجہ ہوتا ہے۔ (اقتضاء الصراط المستقیم، ص:۱۷۵)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دعاء کے وقت قبلہ کی جانب متوجہ ہونا ضروری ہے۔ خواہ دعا کرنے والا روضة الرسول کے جوار (پاس) میں کیوں نہ ہو۔ یہی مسلک ائمہ شوافع کا بھی ہے جس طرح کہ ''شرح المہذب'' نووی میں ہے۔ امام ابو حنیفہ کا بھی مسلک ہے جس کی تصریح ''القاعدة الجلیلہ'' میں موجود ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک پر سلام کے وقت بھی توجہ الی القبلہ ضروری قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ دعا میں ضروری ہے البتہ عام حالات میں امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی ''صحیح'' میں قبلہ رُخ اور غیر قبلہ رُخ دونوں طرح دعا کو جائز قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

'بَابُ الدُّعَاءِ غَیْرَ مُسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةِ'۔

خطبہ جمعہ میں آنحضرت ﷺ کی دعا: 'اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا' (صحیح البخاری، بَابُ الاِسْتِسْقَاءِ فِی الْمَسْجِدِ الْجَامِعِ، رقم:۱۰۱۳) سے ان کا استدلال ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

'وَوَجہُ أَخذِہِ مِنَ التَّرجَمَۃِ مِن جِہَۃِ أَنَّ الخَطِیبَ مِن شَأنِہِ أَن یَستَدبِرَ القِبلَۃَ وَأَنَّہُ لَم یُنقَل أَنَّہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ لَمَّا دَعَا فِی المَرَّتَینِ استَدَارَ وَقَد تَقَدَّمَ فِی الاِستِسقَاءِ مِن طَرِیقِ إِسحَاقَ بنِ أَبِی طَلحَۃَ عَن أَنَسٍ فِی ہٰذِہِ القِصَّۃِ فِی آخِرِہِ وَلَم یَذکُر أَنَّہُ حَوَّلَ رِدَاءَہُ وَلَا استَقبَلَ القِبلَۃَ' (فتح الباری : ۱۱/۱۴۳)

اور دوسری تبویب یوں ہے : بَابُ الدُّعَاءِ مُستَقبِلَ القِبلَۃِ پھر حدیث الاستسقاء کے الفاظ سے استدلال ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

'فَأَشَارَ کَعَادَتِہِ إِلَی مَا وَرَدَ فِی بَعضِ طُرُقِ الحَدِیثِ وَقَد مَضَی فِی الاِستِسقَاءِ مِن ہٰذَا الوَجہِ بِلَفظِ وَإِنَّہُ لَمَّا أَرَادَ أَن یَدعُوَ استَقبَلَ القِبلَۃَ وَحَوَّلَ رِدَاءَہُ۔'

اس بارے میں متعدد احادیث وارد ہیں۔ جن میں قبلہ رُخ کا تعین ہے۔ صاحب ''فتح الباری'' نے ان کی نشاندہی کی ہے۔ پھر بحث کے اختتام پر فرماتے ہیں : ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عبداللہ ذی النجادین کی قبر پر دیکھا ... الحدیث۔

اس میں یہ الفاظ بھی ہیں :

'فَلَمَّا فَرَغَ مِن دَفنِہِ اِستَقبَلَ القِبلَۃَ رَافِعًا یَدَیہِ أَخرَجَہُ عَوَانَۃُ فِی صَحِیحِہِ' (بحوالہ فتح الباری : ۱۱/۱۴۴)

''یعنی جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبداللہ ذی نجادین کے دفن سے فارغ ہوئے تو قبلہ رُخ ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے۔''

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

جلد : 3، کتاب الجنائز : صفحہ : 165

محدث فتویٰ